

سختیاں جھیلنے سے مجھے جنگ کی سختیاں جھیلنا سہل نظر آیا اور آخرت کی تباہیوں سے دنیا کی ہلاکتیں میرے لئے آسان نظر آئیں۔

--☆☆--

### خطبہ (۵۵)

صفین میں حضرت علیؑ کے اصحاب نے جب اذنِ جہاد دینے میں تاخیر پر بے چینی کا اظہار کیا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا:

تم لوگوں کا یہ کہنا: یہ پس و پیش کیا اس لئے ہے کہ میں موت کو ناخوش جانتا ہوں اور اس سے بھاگتا ہوں، تو خدا کی قسم! مجھے ذرا پروا نہیں کہ میں موت کی طرف بڑھوں یا موت میری طرف بڑھے۔

اور اس طرح تم لوگوں کا یہ کہنا کہ مجھے اہل شام سے جہاد کرنے کے جواز میں کچھ شبہ ہے تو خدا کی قسم! میں نے جنگ کو ایک دن کیلئے بھی التوا میں نہیں ڈالا، مگر اس خیال سے کہ ان میں سے شاید کوئی گروہ مجھ سے آکر مل جائے اور میری وجہ سے ہدایت پا جائے اور اپنی چندھیائی ہوئی آنکھوں سے میری روشنی کو بھی دیکھ لے اور مجھے یہ چیز گمراہی کی حالت میں انہیں قتل کر دینے سے کہیں زیادہ پسند ہے۔

اگرچہ اپنے گناہوں کے ذمہ دار بہر حال یہ خود ہوں گے۔

--☆☆--

### خطبہ (۵۶)

ہم (مسلمان) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہو کر اپنے باپ، بیٹوں، بھائیوں اور چچاؤں کو قتل کرتے تھے۔ اس سے ہمارا ایمان بڑھتا تھا، اطاعت اور راہِ حق کی پیروی میں اضافہ ہوتا تھا اور کرب و الم کی سوزشوں پر صبر میں زیادتی ہوتی تھی اور دشمنوں سے جہاد کرنے کی کوششیں بڑھ جاتی تھیں۔

(جہاد کی صورت یہ تھی کہ) ہم میں کا ایک شخص اور فوجِ دشمن کا کوئی سپاہی،

مُعَالَجَةِ الْعُقَابِ، وَ مَوْتَاتِ الدُّنْيَا أَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ مَوْتَاتِ الْآخِرَةِ.

-----☆☆-----

### (۵۵) وَمِنْ كَلَامِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ قَدْ اسْتَبْطَأَ أَصْحَابُهُ إِذْنَهُ لَهُمْ فِي الْقِتَالِ بِصِفِّينَ:

أَمَا قَوْلُكُمْ: أَكُلُّ ذَلِكَ كَرَاهِيَةَ الْمَوْتِ؟ فَوَاللَّهِ! مَا أَبَانِي دَخَلْتُ إِلَى الْمَوْتِ أَوْ خَرَجَ الْمَوْتُ إِلَيَّ.

وَ أَمَا قَوْلُكُمْ: شَكَا فِي أَهْلِ الشَّامِ! فَوَاللَّهِ! مَا دَفَعْتُ الْحَزْبَ يَوْمًا إِلَّا وَ أَنَا أَطْمَعُ أَنْ تَلْحَقَ بِي طَائِفَةٌ فَتَهْتَدِيَ بِي، وَ تَعْشَوْا إِلَى صَوْلِيِّ، وَ ذَلِكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقْتُلَهَا عَلَى ضَلَالِهَا، وَ إِنْ كَانَتْ تَبْوَعُ بِأَثَامِهَا.

-----☆☆-----

### (۵۶) وَمِنْ كَلَامِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ لَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، نَقْتُلُ آبَاءَنَا وَ أَبْنَاءَنَا وَ إِخْوَانَنَا وَ أَعْمَامَنَا، مَا يَزِيدُنَا ذَلِكَ إِلَّا إِيمَانًا وَ تَسْلِيمًا، وَ مُضِيًّا عَلَى اللَّقْمِ، وَ صَبْرًا عَلَى مَضَضِ الْأَلَمِ، وَ جِدًّا فِي جِهَادِ الْعُدُوِّ، وَ لَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا وَ الْآخَرُ مِنْ عَدُونَا يَتَصَاوَلَانِ تَصَاوُلًا

الْفَحْلَيْنِ، يَتَخَالَسَانِ أَنْفُسَهُمَا: أَيُّهُمَا  
يَسْقِي صَاحِبَهُ كَأْسَ الْمُؤْمِنِ، فَمَرَّةً لَنَا مِنْ  
عَدُوِّنَا، وَ مَرَّةً لِعَدُوِّنَا مِنَّا، فَلَمَّا رَأَى اللَّهُ  
صِدْقَنَا أَنْزَلَ بَعْدُوْنَا الْكَبْتِ، وَ أَنْزَلَ  
عَلَيْنَا النَّصْرَ، حَتَّى اسْتَقَرَّ الْإِسْلَامُ مُلْقِيًا  
جِرَانَهُ وَ مُتَبَوِّئًا أَوْطَانَهُ، وَ لَعَمْرِي! لَوْ كُنَّا  
نَأْتِي مَا آتَيْتُمْ، مَا قَامَ لِلدِّينِ عُمُودٌ، وَ لَا  
أَخْضَرَ لِلْإِيمَانِ عُمُودٌ. وَ أَيُّمُ اللَّهِ لَتَحْتَلِبَنَّهَا  
دَمًا، وَ لَتَتَّبِعَنَّهَا نَدَمًا!.

دونوں مردوں کی طرح آپس میں بھڑتے تھے اور جان لینے کیلئے ایک  
دوسرے پر جھپٹے پڑتے تھے کہ کون اپنے حریف کو موت کا پیالہ پلاتا ہے، کبھی  
ہماری جیت ہوتی تھی اور کبھی ہمارے دشمن کی۔ چنانچہ جب خداوند عالم نے  
ہماری (نبیوں کی) سچائی دیکھی تو اس نے ہمارے دشمنوں کو رسوا و ذلیل کیا  
اور ہماری نصرت و تائید فرمائی، یہاں تک کہ اسلام سینہ ٹیک کر اپنی جگہ پر جم  
گیا اور اپنی منزل پر برقرار ہو گیا۔ خدا کی قسم! اگر ہم بھی تمہاری طرح کرتے  
تو نہ کبھی دین کا ستون گڑتا اور نہ ایمان کا تنا برگ و بار لاتا۔ خدا کی قسم! تم  
اپنے کئے کے بدلے میں (دودھ کے بجائے) خون دوہو گے اور آخر تمہیں  
ندامت و شرمندگی اٹھانا پڑے گی۔ ط

--☆☆--

-----☆☆-----

ط جب محمد ابن ابی بکر شہید کر دیئے گئے تو معاویہ نے عبد اللہ ابن عامر حضری کو بصرہ کی طرف بھیجا تاکہ اہل بصرہ کو پھر سے قتل عثمان کے انتقام  
کیلئے آمادہ کرے۔ چونکہ بیشتر ہالی بصرہ اور خصوصاً بنی تمیم کا طبعی رجحان حضرت عثمان کی طرف تھا۔ چنانچہ وہ بنی تمیم ہی کے ہاں آ کر فروکش ہوا۔  
یہ زمانہ وہ تھا کہ والی بصرہ عبد اللہ ابن عباس، زیاد ابن عبد کو قائم مقام بنا کر محمد ابن ابی بکر کی تعزیت کیلئے کوفہ گئے ہوئے تھے۔  
جب بصرہ کی فضا بگڑنے لگی تو زیاد نے امیر المؤمنین علیؑ کو تمام واقعات سے اطلاع دی۔ حضرت نے کوفہ کے بنی تمیم کو بصرہ کیلئے آمادہ  
کرنا چاہا، مگر انہوں نے چپ سادھ لی اور کوئی جواب نہ دیا۔ امیر المؤمنین علیؑ نے جب ان کی اس کمزوری و بے حمیت کی دیکھا تو یہ خطبہ ارشاد  
فرمایا کہ: ہم تو پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں یہ نہیں دیکھتے تھے کہ ہمارے ہاتھوں سے قتل ہونے والے ہمارے ہی بھائی بند اور قریبی عزیز ہوتے  
ہیں، بلکہ جو حق سے ٹکراتا تھا ہم اس سے ٹکرانے کیلئے تیار ہو جاتے تھے اور اگر ہم بھی تمہاری طرح غفلت و بے عملی کی راہ پر چلتے تو نہ دین کی  
بنیاد میں مضبوط ہوتیں اور نہ اسلام پروان چڑھتا۔ چنانچہ اس جھنجھوڑنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ امین ابن صبیعہ تیار ہوئے۔ مگر وہ بصرہ پر پہنچ کر دشمنوں  
کی تلواروں سے شہید ہو گئے۔ پھر حضرت نے جاریہ ابن قدامہ کو بنی تمیم کے پچاس افراد کے ساتھ روانہ کیا۔ انہوں نے اپنے قوم قبیلہ کو سمجھانے  
بجھانے کی سر توڑ کوششیں کیں مگر وہ راہ راست پر آنے کے بجائے گام گلوچ اور دست درازی پر اتر آئے تو جاریہ نے زیاد اور بنی ازد کو اپنی  
مدد کیلئے پکارا۔ ان کے پہنچتے ہی ابن حضری بھی اپنی جماعت کو لے کر نکل آیا۔ دونوں طرف سے کچھ دیر تک تلواریں چلتی رہیں۔ آخر ابن حضری  
ستر آدمیوں کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا اور سبیل سعدی کے گھر میں پناہ لی۔ جاریہ کو جب کوئی چارہ نظر نہ آیا تو انہوں نے اس کے گھر میں آگ لگوا  
دی۔ جب آگ کے شعلے بلند ہوئے، تو وہ سرا سیمہ ہو کر پچنے کیلئے ہاتھ پیر مارنے لگے مگر فرار میں کامیاب نہ ہو سکے کچھ دیوار کے تنچے دب کر مر  
گئے اور کچھ قتل کر دیئے گئے۔